© rasailojaraid.com

زکوۃ کے مصارف اور عصری مسائل

مفتی محمد رفیق الحسنی

گزشتہ سے پیوستہ

دَین ملنے کی امید نہ ہو تو غنی صاحب دَین زکوۃ لے سکتا ہے:

اگر کسی آدمی کا دَین معسر (تنگدست) یا دَین کے منکر پر واجب ہے اگر چہ دَین پر گواہ موجود ہیں اور صاحب دَین کے پاس اپنی حاجات پوری کرنے کے لئے مال نہیں ہے' ایسا آدمی بھی زکوۃ لے سکتا ہے علامہ شامی رحمتی سے نقل کرتے ہیں کہ گواہ ہوں یا نہ ہوں' منکر سے دَین حاصل کرنا بہت مشکل ہوتا ہے بلکہ ہمارے زمانے میں اعتراف کرنے والے مدیون سے بھی قرض واپس لینا مشکل ہوتا ہے لہٰذا دَین بمنزلہ عدم مال کے ہے۔ گویا دَین کا مال ہلاک ہوگیا ہے اور نہیں ہے۔

چنانچہ فرمایا:

"بل فی زماننا یقر المدیون بالدَین وبملئته و لایقدم الدائن علی تخلیصه منه فهو بمنزلة العدم"(ص:۳/۲۹۱)

ترجمہ: بلکہ ہمارے زمانہ میں مدیون دَین اور اپنے خوشحال ہونے کا اعتراف بھی کرتا ہے۔ لیکن دائن اس سے دَین واپس لینے پر قادر نہیں ہوتا پس دَین بمنزلۃ العدم کے ہے۔

معلوم ہوا صاحب دَین اپنے زمانہ کے حساب سے زکوۃ کے مسائل کے احکام کا تعین کرسکتا ہے۔ لیکن مقروض اگر خوشحال ہے اور قرض واپس کرسکتا ہے اور معترف ہے تو مقروض کو زکوۃ لینا جائز نہیں۔ (محمد رفیق حسنی)

بخیل غنی کی بیوی زکوۃ لے سکتی ہے:

ایسی بیوی جو فقیرہ ہے مگر اس کا مہر شوہر پر دَین ہے اور وہ زکوۃ کے نصاب کو پہنچتا ہے اور شوہر خوش حال ہے اور مہر حالی ہے عورت جب چاہے اسے مہر مل سکتا ہے اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے اور اگر بیوی کو یقین ہے کہ شوہر سے طلب کرنے پر اسے مہر نہیں ملے گا' اسے زکوۃ لینا جائز ہے اگر چہ اس کا شوہر غنی

☆اقرا التاریخ متفکرا فی عجائبه وتدبر غرائبه واستمتع بقصصه واخباره۔☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے اور مہر کی وجہ سے عورت بھی غنیّۃ ہے' یہ عورت مسافر کے حکم میں ہے۔ (درمختار: ص: ۳/۲۹۱)

زکوۃ کا آٹھواں مصرف مؤلفۃ القلوب:

زکوۃ کا آٹھواں مصرف کفار مؤلفۃ القلوب ہیں' لیکن مؤلفۃ القلوب کفار کے مصرف ہونے کا حکم ساقط ہے امام ابن عابدین ذکر کرتے ہیں کہ مؤلفۃ القلوب کے تین قسم تھے کفار کا ایک قسم ایسا تھا جن کو زکوۃ اس لئے دی جاتی تھی تاکہ اسلام قبول کرلیں' دوسرا قسم وہ کفار تھے جن کو زکوۃ دی جاتی تھی ان کے شر سے بچنا مقصود تھا اور تیسرا قسم ان لوگوں کا تھا جو مسلمان ہوگئے تھے مگر پختہ مسلمان نہیں تھے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ان لوگوں کو زکوۃ دے دیتے تھے تاکہ وہ ثابت قدم رہیں۔ کفار مؤلفۃ القلوب کا مصرف ہونا حکم شرعی اور نص قرآنی سے ثابت ہے مگر حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کفار کو زکوۃ دینے سے منع کردیا اور صحابہ کرامؓ نے اسے تسلیم کرلیا لہذا صحابہ کرامؓ کا اس کے منسوخ ہونے پر اجماع منعقد ہوگیا البتہ یہ کہنا صحیح ہے کہ اجماع تو سرور دوعالم ﷺ کے وصال کے بعد وجود میں آتا ہے اور قرآن اور حدیث آپ ﷺ کے زمانہ میں ہوتے ہیں اجماع متاخر آیت یا حدیث کسی حدیث یا آیت کی بنیاد پر ہو' جس حدیث یا آیت کا ناسخ ہونا آپ ﷺ کے زمانہ میں پایا جائے تو حقیقت میں ناسخ اور منسوخ ایک زمانہ میں ہوں گے اور حقیقۃ میں نص کے لئے نص ناسخ ہوگی اجماع ناسخ نہیں بنے گا مگر صحابہ کرامؓ کا اجماع اس امر کی دلیل ہوگا کہ کوئی نص ناسخ موجود تھی۔

اس سلسلے میں بعض علماء نے فرمایا مؤلفۃ القلوب کا مصارف سے سقوط زوال علی غایۃ تالیف قلوب کی وجہ سے ہوا اور وہ علت دین اور اسلام کے اعزاز اور استیعلاء کی وجہ سے ختم ہوگئی۔

اگر کوئی حکم علت کی بنیاد پر لگایا گیا ہو تو علت کے منتہی ہونے کی وجہ سے حکم بھی منقطع ہوجاتا ہے مگر اس پر اعتراض ہوا کہ یہ ضابطہ دائمی اور ضروری نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے علت منتہی ہوجائے اور معلل حکم باقی رہے حکم اپنی بقاء میں علت کا محتاج نہیں ہوتا جیسا کہ عبد کی رقیت کے حکم کی علت کفر تھا اور حج میں رمل اور اضطباع کی علت مشرکین کے اعتراض کا رد مقصود تھا مگر بعد میں وہ علت نہیں رہی رقیت اور اضطباع اور رمل باقی ہے۔ علامہ شامی اس کا جواب دیتے ہیں کہ اگر اس امر پر دلیل موجود ہو کہ اس حکم کی بقاء علت کی بقاء کے ساتھ مشروط تھی تو علت کے ختم ہونے سے حکم ختم ہوجاتا ہے لہذا یہاں تالیف قلوب

☆من دلائل كمالك تنوع أساليب معيشتك وتغيير من الروتين الذي تعيشه.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی بنیاد پر زکوۃ دینے کے سقوط پر صحابہ کرامؓ کا اجماع منعقد ہونا دلالت کرتا ہے کہ اس حکم کی بقاء علت کی بقاء کے ساتھ مشروط ہوگی لیکن دلیل کا علم ہمارے لئے ضروری نہیں ہے ہوسکتا جس آیت کا حضرت عمرؓ نے ذکر فرمایا تھا وہ دلیل ہو۔وہ یہ آیت ہے:

"وقل الحق من ربکم فمن شآء فلیؤمن ومن شآء فلیکفر"(الکہف:۲۹)

ترجمہ:اور بیان کرو حق تمہارے رب کی جانب سے ہے۔پس جو شخص چاہے ایمان لائے اور جو شخص چاہے کفر کرے۔

یا پھر مؤلفۃ القلوب کا سقوط نسخ کی وجہ سے ہے اور نسخ حدیث معاذ کی وجہ سے ہے جس کے آخر میں مذکور ہے:"خذھا من اغنیاء ھم وردھا علی فقراء ھم "۔ترجمہ:اے معاذ مسلمانوں کے اغنیاء سے زکوۃ لینا اور مسلمانوں کے فقراء پر خرچ کرنا۔چونکہ صحابہ کرامؓ نے سرور دو عالمﷺ کی زبان اقدس سے یہ حدیث سنی تھی اس لئے ان کے لئے یہ حدیث نص قطعی کی طرح قرآن کی آیت کے لئے ناسخ ہوگئی جیسا کہ اصول فقہ میں بحث مذکور ہے۔(درمختار۔ص:۳/۲۸۸)

معلوم ہوا زکوۃ کے مصارف سات ہیں مؤلفۃ القلوب ساقط ہیں کسی کافر کو اسلام کی طرف رغبت دلانے کے لئے زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(مجلہ فقہ اسلامی کو اس سے اتفاق نہیں، کیونکہ آج بھی سندھ اور ہند کے بعض غریب علاقوں کے ہندو صرف اس لئے اسلام کی دولت سے محروم ہیں کہ ان کا کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں اور جہاں ہم نے ان کا ہاتھ پکڑا زکوۃ سے ان کی مدد کی اور ان کو روزگار اور رہائش کے حوالہ سے پاؤں پر کھڑا کر دیا وہ برضا و رغبت مسلمان ہوگئے اور انہوں نے خود بلا کر کہا کہ آپ کے اس حسن اخلاق و تعاون سے ہم بہت متاثر اور خوش ہیں اب ہمیں کلمہ پڑھا کر اپنا بھائی بنالیں)

آیت کریمہ میں فقراء اور مساکین وغیرہما کا ذکر جمع کے الفاظ کے ساتھ ہے مگر احناف کے نزدیک ان الفاظ پر الف اور لام استغراقی ہیں اس لئے ان کلمات میں جمعیت کا معنی باطل ہے کسی ایک قسم کے ایک فرد کو بھی زکوۃ دینا جائز ہے۔ایک فقیر یا مسکین کو زکوۃ دینا جائز ہے،تمام ساتوں اقسام کے تین تین افراد کو زکوۃ دینا لازم نہیں جیسا کہ امام شافعی فرماتے ہیں۔

زکوۃ کی ادا کے لیے مستحق کو قبضہ دینا شرط ہے:

زکوۃ کے ادا ہونے کے لئے مستحق کو قبضہ دے کر مالک بنا دینا شرط ہے تا کہ مستحق زکوۃ سے حاصل شدہ

☆اهجر المنبهات والمسكرات منها كالشاي والقهوة واحذر التدخين والشيشة وغيرها.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مال اپنی خواہش اورمرضی کے مطابق خرچ کرسکےٗاس کو مالک کہتے ہیں۔اباحت سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی لہذا فقراء کوحسب حاجت کھانا کھلا دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ کھانا کھلانے میں اباحت ہوتی ہے اورفقراء کوحسب حاجت کھانے کی اجازت ہوتی ہے لیکن انہیں مالک نہیں بنایا جاتا تا کہ وہ حسب خواہش اس میں تصرف کرسکیں۔(ص:۲۹۱/۳)

میت کے کفن اور دَین پر زکوۃ نہیں لگتی:

زکوۃ کی ادائیگی میں چونکہ مستحق کو مالک بنانا شرط ہے اس لئے میت کے کفن اورمیت کے دَین اورمسجد کی عمارت اورتعمیر اور پل بنانے اور پانی کے سقایہ اورٹینک اورراستوں اورروڈوں کی اصلاح یاتعمیر اورنہروں کی کھدائی اورحج اور جہاد جہاں تملیک نہ ہواورہروہ چیز جس میں تملیک نہیں ہوسکتی یانہیں کی جاتی اس میں زکوۃ دینا جائز نہیں کیونکہ ان مصارف میں تملیک نہیں پائی جاتی۔شامی میں ہے:

’’(قوله نحو مسجد) كبناء القناطر والسقايات واصلاح الطرقات وكرى الانهار والحج والجهاد وكل مالاتمليك فيه‘‘(زیلعی۔ص:۲۹۱/۳)

مصنف کاقول مثل مسجد جیسے پلوں اورسقایات کابنانااورراستوں کی اصلاح اورنہروں کی کھدائی اورحج اورجہاداورہروہ چیز جس میں مستحقین کی تملیک نہیں ہےاس میں زکوۃ صرف کرنا جائز نہیں ہے۔

مسجداوردیگرمفادعامہ کی چیزوں کاکوئی آدمی مالک نہیں ہوتااورمیت کسی چیز کامالک نہیں رہتااس لئے مدیون میت کاقرض ادا کرنے سے زکوۃ ادانہیں ہوگی کیونکہ دَین ادا کرنے میں پہلے مدیون کاملک واقع ہوتاہے اوربالواسطہ دائن مالک ہوتاہے یہاں میت کے لئے ملک واقع نہیں ہوسکتااس میں مالک ہونے کی اہلیت نہیں رہی لہذا اس کادَین زکوۃ سے ادانہیں کیاجاسکتااوریہ کہ ضرورت کے وقت حیلہ کرلیاجائے کسی فقیرکومالک بناکروہ فقیرمیت کے کفن کاانتظام کرے یادَین ادا کرے تو جائز ہے۔تفصیل پہلے گذرچکی ہے۔

فقیر پرواجب دَین سے زکوۃ ادا کرنے کاطریقہ:

زندہ فقیر کے اذن سے صاحب زکوۃ کااپنی زکوۃ کے مال سے اس فقیر پرواجب دَین ادا کرنا جائز ہے زکوۃ ادا ہوجائے گی کیونکہ جب صاحب زکوۃ کی جانب سے فقیر کے دائن (قرض دہندہ) کازکوۃ

☆ [illegible] السواك والطيب. ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر قبضہ ہوگا' یہ قبضہ فقیر کی نیابت میں قبضہ ہوگا اور پھر اپنی ذات کے لئے قبضہ ہوگا۔ درمختار میں ہے''اما دَین الحق الفقیر فیجوز لو بامرہ''(ص:۲۹۲/۳) لیکن زندہ فقیر کا دَین اگر اس کے امر سے دیا گیا ہے تو جائز ہے' زکوۃ ادا ہو جائے گی مگر یہ خیال رہے فقیر کو صاحب زکوۃ کا اپنے دَین سے زکوۃ کی نیت سے بری کر دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ یہ اسقاط اور ابراء ہے' تملیک نہیں ہے۔

مجنون اور غیر عاقل بچے کو براہ راست زکوۃ دینا جائز نہیں:

مجنون اور غیر عاقل بچے یا بچی کو براہ راست زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی کیونکہ زکوۃ ادا کرتے وقت مال میں تملیک شرط ہے یا رکن ہے اور یہاں مجنون اور غیر عاقل بچے کو زکوۃ دینے میں تملیک نہیں ہوسکتی' زکوۃ کی تملیک میں مستحق کا قبضہ شرط ہوتا ہے کیونکہ زکوۃ اور دیگر تبرعات ہبہ کے حکم میں ہوتے ہیں اور ہبہ میں قبضہ شرط ہوتا ہے لہذا زکوۃ میں بھی قبضہ شرط ہے اور مجنون اور غیر عاقل بچے کو جب قبضہ کا تصور نہیں ہوتا تو شرعاً براہ راست ان کا قبضہ معتبر نہیں ہوگا اور زکوۃ بھی ادا نہیں ہوگی۔

مجنون اور غیر عاقل بچے کو زکوۃ دینے کی (جب وہ فقیر ہوں) دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ان کے متولی یا والد دادا یا وصی کو زکوۃ دی جائے جیسے یتیم بچے کے لئے وصی ہوتا ہے' اس کو زکوۃ ادا کی جائے یا مجنون یا غیر بالغ بچے کو زکوۃ کے مال سے زکوۃ کی نیت سے کپڑے یا جوتے پہنا دیئے جائیں یا زکوۃ کا طعام انہیں کھلا دیا جائے چونکہ ان صورتوں میں قبضہ بالفعل موجود ہے' اس لیے شرعاً معتبر ہے لہذا زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(ردالمحتار)

عاقل اور نابالغ بچوں میں وہ بچے جن کے ساتھ بیع وشراء میں دھوکہ نہیں کیا جاسکتا تقریباً سات سال کے بچے دھوکہ کو سمجھتے ہیں وہ عاقل ہیں ان کو زکوۃ دینا جائز ہے اور جو دھوکہ کو نہیں سمجھتے وہ غیر عاقل ہیں ان کو زکوۃ دینے کی ذکر کردہ پہلی دو صورتیں ہی ہوسکتی ہیں۔ ردالمحتار میں ہے:

''فان لم یکن عاقلا فقبض عنہ ابوہ او وصیہ او من یعولہ قریبا او اجنبیا او ملتقطہ صح کمافی البحر والنحر وعبر بالقبض لان التملیک فی التبرعات لایحصل الابہ فھو جزء من مفھومہ فلذالم یقیدبہ او لا کمااشار الیہ فی البحر تامل''(ص:۱۷۱/۳)

ترجمہ: اگر بچہ عاقل نہ ہو اس کی جانب سے اس کا باپ یا وصی یا وہ شخص جو اس کی دیکھ بھال کرتا ہے رشتہ دار ہے یا اجنبی یا اس کو اٹھانے والا زکوۃ پر قبضہ کرتا ہے تو صحیح ہے زکوۃ دینا جائز ہے جیسا کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بحرالرائق اور نحرالرائق میں ہے اور صاحب فتح نے قبضہ کے لفظ کے ساتھ تعبیر کیا کیونکہ تبرعات میں بغیر قبضہ تملیک حاصل نہیں ہوتی پس قبضہ تملیک کے مفہوم کا جزء ہے۔ پس اسی لیے انہوں نے پہلے اس کے ساتھ مقید نہیں کیا جیسا کہ صاحب بحر نے اس کی طرف بحرالرائق میں اشارہ کیا' پس غور کر۔

معلوم ہوا تملیک جو کہ زکوۃ کی ادائیگی کے لئے شرط ہے اس میں ضروری ہے کہ زکوۃ ادا کرنے والا اصلی ہو یا اس کا وکیل مستحق کو یا اس کے وکیل یا متولی یا وصی کو زکوۃ کے مال کا قبضہ دے کر مالک بنادے تا کہ مستحق کا متولی حسب خواہش اس میں تصرف کر سکے اور غیر عاقل یا مجنون پر خرچ کر سکے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

نابالغ بچوں کو دی گئی زکوۃ صرف بچوں پر خرچ ہو سکتی ہے:

آج کل بعض رفاہی تنظیموں کے ناظمین مستحقین کے لئے زکوۃ جمع کرتے ہیں۔ عاقل وہ اپنا مملوک مال کسی کو گفٹ اور عطا نہیں کر سکتے لہذا ان کا متولی ان کی اجازت سے بھی ان کے لیے جمع کردہ زکوۃ کے مال کو کسی دوسرے پر خرچ نہیں کر سکتا صرف انہی نامزد نابالغ بچوں پر خرچ کر سکتا ہے' اس مال سے بالغ بچوں یا دیگر فقراء پر زکوۃ صرف نہیں کی جا سکتی ہے چہ جائیکہ غیر مستحق اغنیاء (یا غیر مسلم) پر صرف کی جائے لہذا نابالغ یا مجانین کے لئے جمع شدہ زکوۃ صرف انہی پر خرچ کی جائے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی البتہ متولی بالغ طلباء اور فقراء کے لئے جمع شدہ زکوۃ سے ان طلباء اور فقراء کی اجازت سے اغنیاء وغیر ہا کو عرف کے مطابق روٹی اور پانی چائے وغیرہ دے سکتا ہے۔

اہل مدارس کے لئے ضروری ہے کہ وہ بالغ طالب علموں اور فقراء کے وکیل ہو کر زکوۃ وصول کریں اور بالغ طلباء کے حصہ سے مدارس میں آنے والے حضرات کی تواضع کریں اور مدرسہ کی دیگر امور میں اسی رقم کو خرچ کریں مگر فقراء کی صراحۃ یا دلالۃ اجازت ضروری ہے۔

مصنف کے قول "فیجوز لو بامرہ" سے معلوم ہوا اگر کوئی شخص فقیر مدیون کے امر کے بغیر زکوۃ کے مال سے فقیر کا دَین اتار دے اور صاحب دَین کو فقیر کی جانب سے ادا کر دے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ مدیون یا اس کے وکیل کے لئے تملیک کے تحقق کے لئے قبضہ شرط ہے اور صاحب دَین چونکہ مدیون فقیر کی جانب سے مامور اور وکیل نہیں اس لئے صاحب دَین کا قبضہ فقیر مدیون کے قبضہ کی نیابۃ میں نہیں ہوگا اس لئے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غیر مستحق افراد کا ذکر:

درج ذیل افراد زکوۃ کے مستحق نہیں ہوتے اگرچہ فقیر ہوں:

۱۔اصول اور فروع۔۲۔غنی۔۳۔بنی ہاشم۔۴۔ان کے موالی اور غلام۔۵۔کافر

۱۔اپنے اصول اور فروع کو زکوۃ دینا جائز نہیں:

صاحب مال آدمی کے اصول اور فروع کا اس کی زکوۃ لینا جائز نہیں یعنی اپنے اصول اور فروع کو زکوۃ دینے سے صاحب مال کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی اگرچہ اصول باپ'دادا'نانا'نانی'یا فروع بیٹے 'بیٹیاں'پوتے'پوتیاں'نواسے'نواسیاں کسی درجہ میں ہوں اور فقیر ہوں حتیٰ کہ زانی زنا سے پیدا ہونے والی اولاد کو بھی زکوۃ نہیں دے سکتا صدقات واجبہ صدقۃ الفطر اور نذر اور کفارات کا بھی یہی حکم ہے اور نفلی صدقات اصول اور فروع کو دینا جائز ہے بلکہ نفلی صدقہ اجنبی لوگوں کو دینے سے اپنے اصول اور فروغ رشتہ داروں کو دینے میں زیادہ ثواب ہے کیونکہ اس میں صلہ رحمی اور صدقہ دونوں ہیں اور خمس کا مال بھی صدقہ نفلی کی طرح اپنے اصول اور فروع کو دینا جائز ہے۔(درمختار۔ص:۳/۲۹۳)

بھائیوں اور بہنوں اور ان کی اولادوں کو زکوۃ دینا جائز ہے:

صاحب زکوۃ کا اصول اور فروع کے علاوہ اپنے بھائی اور بہنوں اور ان کی اولادوں اور چچوں اور اماموں اور ان کی اولادوں کو زکوۃ دینا جائز ہے بشرطیکہ فقراء ہوں اور جوائنٹ فیملی اور مشترکہ نہ ہو لیکن الگ رہنے والے وہ رشتہ دار جن کا نفقہ آدمی پر واجب ہو اور وہ اصول اور فروع سے نہ ہوں ان کو زکوۃ دینا جائز ہے بشرطیکہ زکوۃ نفقہ کی نیت سے نہ دی جائے۔(ردالمحتار)

باپ' دادا کی بیوی' داماد اور بہو کو زکوۃ دینا جائز ہے:

اصول اور فروع کے لفظ سے معلوم ہوا باپ یا دادا کی وہ بیوی جس کے بطن سے صاحب زکوۃ آدمی پیدا نہیں ہوا اور بیٹے کی بیوی اور بیٹی کے شوہر (داماد) کو زکوۃ دینا جائز ہے بشرطیکہ فقیر ہوں۔(ردالمحتار۔ص:۳/۲۹۳)

مرض الموت میں وارث ہو سکنے والے کو زکوۃ دینا جائز نہیں:

مریض کا مرض الموت میں اس آدمی کو زکوۃ دینا جائز نہیں جو مرنے کے بعد اس کا وارث ہوگا مثلاً وہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آدمی جس کے مذکر اصول اور فروع نہ ہوں، اپنے بھائی وغیرہ کو زکوۃ نہیں دے سکتا۔ حج کی وصیت میں جس طرح وصی میت کے اس رشتہ دار کو حج پر نہیں بھیج سکتا جو اس کا وارث ہو اسی طرح مرض الوفات میں زکوۃ دینا بمنزلہ وصیت کے ہوتا ہے اور وارث کے لئے وصیت نافذ نہیں ہوتی۔ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں عنداللہ زکوۃ ادا ہو جائے گی مگر وارثوں کو زکوۃ کی رقم واپس لینے کا حق حاصل ہے جیسا کہ وارث کے لئے وصیت میں ہوتا ہے۔ (ص:۳/۲۹۴)

اگر مریض وصیت کرنا چاہتا ہے اور اس کے مال کے ثلث سے زکوۃ زائد بنتی ہے، مریض وارثوں سے خفیہ زکوۃ ادا کر دے عنداللہ زکوۃ ادا ہو جائے گی مگر وارثوں کو علم ہو جائے تو وارث ثلث سے زائد ادا کردہ زکوۃ واپس کر سکتے ہیں کیونکہ وصیت ثلث تک جائز ہوتی ہے۔

آدمی کے لئے مکروہ تحریمی ہے کہ والدین یا اولاد کو زکوۃ دینے کے لئے حیلہ کرے کہ زکوۃ فقیر کو دے کر اس سے واپس لے لے اور اس مال کو والدین پر خرچ کرے۔ (درمختار۔ص:۳/۲۹۴)

اگر کسی آدمی نے ایک فقیر کے لئے متعدد افراد سے زکوۃ جمع کی اور زکوۃ کی رقم نصاب سے زائد جمع ہوگئی تھی پھر بھی جائز ہے بشرطیکہ فقیر نے اس آدم کو وکیل نہ بنایا ہو اور اگر وہ شخص فقیر کے امر سے فقیر کا وکیل مقرر ہو تو وکیل ایک فقیر کے لئے نصاب سے زائد زکوۃ جمع نہیں کر سکتا کیونکہ نصاب زکوۃ کا مالک غنی ہوتا ہے۔ وکیل کا قبضہ مؤکل کا قبضہ ہوتا ہے اور تملیک متحقق ہے اس لئے فقیر ایک نصاب کے مالک ہونے کے بعد فقیر نہیں رہا۔ شامی میں ہے: "**وكذا لو جمع رجل لفقير زكاة من جماعة**" (ص:۳/۲۹۵)

اور اسی طرح اگر ایک آدمی نے فقیر کے لئے ایک جماعت سے زکوۃ جمع کی تو جائز ہے۔

شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو زکوۃ نہیں دے سکتی:

شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو زکوۃ نہیں دے سکتی یعنی غنی صاحب نصاب شوہر اپنی فقیرہ بیوی کو زکوۃ نہیں دے سکتا اگرچہ بیوی طلاق بائن مغلظ کی عدت میں ہو، عدت تک زوجیت کے احکام باقی ہوتے ہیں۔ عدت ختم ہونے کے بعد مطلقہ بیوی کو زکوۃ دینا جائز ہے اور بیوی غنیۃ کا اپنے فقیر شوہر کو زکوۃ دینا بھی جائز نہیں جب تک نکاح قائم ہے اور طلاق بائن کے بعد فوراً شوہر اجنبی ہو جاتا ہے اس لئے بیوی اپنی عدت میں شوہر کو زکوۃ دے سکتی ہے مگر یہ قول صاحبین کا ہے۔

☆الا تعلم ان في الناس من فقد عقله او صحته او هو محبوس او مشلول او مبتلى. ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام صاحب کے نزدیک عدت تک بیوی بھی شوہر کو زکوۃ نہیں دے سکتی۔(درمختار۔ص:۳/۲۹۴)

۲۔غنی کو زکوۃ لینا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ عامل اور مکاتب اور مسافر یہ لوگ غنی بھی ہوں ان کو زکوۃ لینا جائز ہے جیسے کہ پہلے گذر چکا ہے۔زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

غنی کی تعریف:

غنی ہونے کے لئے زکوۃ کے اموال کے نصاب کا مالک ہونا شرط نہیں۔غنی سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو حاجات اصلیہ کے اموال کے علاوہ زائد کسی مال کے نصاب کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کا مالک ہو۔مال نامی ہو یا غیر نامی نصاب کا مقدار دوسو درہم (ساڑھے باون تولہ چاندی ہے) مفتی بہ قول پر وہ غنی جس کو زکوۃ لینا حرام ہے اور اس پر قربانی اور زکوۃ واجب ہے وہ ہے جو حاجات اصلیہ اور دین سے فارغ مال سے چاندی کے نصاب کی قیمت کا مالک ہو چنانچہ بحرالرائق کا رد کرتے ہوئے طویل بحث میں علامہ شامی نے فرمایا کہ شرنبلائیہ میں ہے:

"لم ارا احداً من شرّاح الهداية صرح بماادعاه بل عبارتهم تفيد خلافه (الى) لان قول العناية سواء كان .... .الخ. مفيدة تديرا لنصاب بالقيمة سواء كان من العروض اوالسوائم لماان العروض ليس فيهانصابهاالابمايبلغ قيمة مائتى درهم وقدصرح بان المعتبر مقدارالنصاب فى التبيين وغيره واستدل له فى الكافى بقوله صلى الله عليه وسلم من سئل وله مايغنيه فقدسال الناس الحافاً قيل ومالذى يغنيه قال مائتادرهم اوعدلها.اه"(ص:۳/۲۹۷)

ترجمہ: میں نے ہدایہ کے شراح میں کسی ایک کو نہیں دیکھا جس نے بحرالرائق کے دعوی کی تصریح کی ہو بلکہ ان کی عبارتیں اس کے خلاف کا فائدہ دیتی ہیں (تا) کیونکہ عنایہ کا قول سواء کان الخ (غنا میں) قیمت کے ساتھ نصاب کی تعیین کا فائدہ دیتا ہے خواہ نصاب عروض (غیر نقود) سے ہو یا حیوانات سائمہ سے ہو اس لئے کہ عروض کا نصاب نہیں ہوتا مگر وہ جو اس کی قیمت دوسو درہم (ساڑھے باون تولہ چاندی) کو پہنچے اور بے شک تبیین اور غیر تبیین میں تصریح کی گئی ہے کہ معتبر نصاب کا مقدار ہے اور کافی میں دوسو درہم کی قیمت کے نصاب ہونے پر سرور دو عالم ﷺ کے قول کے ساتھ استدلال کیا گیا ہے جو آپ ﷺ نے سائل کے متعلق فرمایا، جس شخص نے سوال

☆عش مع القرآن حفظا وتلاوة وسماعا وتدبرا فانه من اعظم العلاج لطرد الحزن والهم☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیااوراس کے ملک میں اتنامال ہے جس سے وہ غنی ہے اس نے لوگوں سے اصرار اور الحاف کے ساتھ سوال کیا۔عرض کیا گیا '(یارسول اللہ ﷺ) کتنامال اس کوغنی کرتا ہے؟آپ ﷺ نے فرمایادوسودرہم یااس کے برابر۔

مشکوۃ شریف کی ایک روایت''اوقیة اوعدلھا ''اوردوسری روایت''او خمسون درھما اوقیمتھا من الذھب'' کےالفاظ بھی غنا کےثبوت کے لیے مروی ہیں یعنی ایک اوقیہ (چالیس درہم یااس کے برابر)اور پچاس درہم یااس پچاس درہم کی قیمت سونے سے وہ غنی ہے۔غنا کی تحقیق عالمگیری اورشامی سے گزرچکی ہے نیزمیری کتاب رفیق الخطباء میں ملاحظہ فرمائیں۔
غناء کے احکام میں دوامرملحوظ ہوتے ہیں ایک یہ کہ زکوۃ کاوجوب، دوم زکوۃ کاعدم استحقاق۔زکوۃ کے وجوب میں اس امر پراتفاق ہے کہ نامی اموال یاحیوانات سائمہ کانصاب موجود ہوتب آدمی غنی ہوگااورزکوۃ واجب ہوگی۔جس کی تفصیل گذرچکی ہے۔اورزکوۃ کاعدم استحقاق محققین احناف کے نزدیک آدمی کے زکوۃ نہ لے سکنے میں دوقول مذکور ہیں ایک یہ کہ زکوۃ کے نصاب کاکوئی مال اموال زکوۃ سے جس آدمی کے ملک میں ہے اس پرزکوۃ واجب ہے اوروہ زکوۃ نہیں لے سکتاخواہ زکوۃ کے مال کے نصاب کی قیمت دوسودرہم (ساڑھے باون تولہ) سے کم ہویازیادہ اوردوسراقول یہ ہے کہ زکوۃ نہ لے سکنے میں آدمی کاغنی ہوناضروری ہےاورغنی وہ ہوتا ہے جس کے ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کامال ہویعنی چاندی کے نصاب کی قیمت معتبر ہے زکوۃ کے نصاب کامالک ہوناضروری نہیں ہے۔حاصل کلام یہ ہے کہ زکوۃ کے عدم استحقاق اورعدم مصرف ہونے کے لئے نصاب کاعین معتبر ہے یانصاب کی قیمت اس میں دوقول ہیں اورزکوۃ کےوجوب کے لئے دوقول نہیں ہیں،وہ یہ ہے کہ اموال نامیہ اورحیوانات سائمہ سے نصاب کاعین معتبر ہے جب نصاب ہوگازکوۃ واجب ہوگی۔

ایک عجیب صورت:

قدیم دورمیں ایک عجیب صورت پیش آئی کہ ایک شخص کے ملک میں صرف پانچ سائمہ اونٹ موجود ہیں جواونٹوں کانصاب ہےمگران کی قیمت دوسودرہم (ساڑھے باون تولہ چاندی) سے کم ہے ایسے آدمی پرزکوۃ دیناواجب ہے۔اس میں دوقول نہیں ہیں کیونکہ اونٹوں کانصاب موجود ہےمگرایسا شخص

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زکوۃ بھی لے سکتا ہے یا نہ اس میں فقہاء کے دو قول ہو گئے۔ایک قول یہ ہے ایسا شخص اونٹوں کے نصاب کا مالک ہونے کے باوجود فقیر ہے غنی نہیں ہے وہ اونٹوں کی زکوۃ ادا بھی کرے اور زکوۃ لے بھی سکتا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ زکوۃ دینے والا زکوۃ نہیں لے سکتا علامہ شامی کی ترجیح کے مطابق ایسا شخص زکوۃ لے سکتا ہے کیونکہ وہ فقیر کی تعریف کا مصداق ہے غنی کی تعریف میں ذکر شدہ نصاب سے مراد چاندی کے نصاب کی قیمت ہوتی ہے اور وہ دوسو درہم (ساڑھے باون تولہ چاندی) ہے۔چنانچہ درمختار میں ہے وہبانیہ اور اس کی شرح سے منقول ہے: "انہ تحل لہ الزکاۃ وتلزمہ الزکاۃ" (درمختار ص:۳/۲۹۷) اس کے لئے زکوۃ حلال ہے اور اس پر زکوۃ لازم بھی ہے۔

بعض علماء نے دونوں اقوال میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ امام محمد سے دو روایتیں منقول ہیں: ایک یہ کہ وہ شخص جس پر زکوۃ لینا حرام ہے اس کے ملک میں دوسو درہم (ساڑھے باون تولہ) چاندی کی قیمت کا ہونا معتبر اور معیار ہے اور دوم یہ کہ اس کے ملک میں کسی نصاب کے وزن کا اعتبار ہے۔محیط میں امام محمد سے قیمت کے معتبر اور معیار ہونے کی روایت مذکور ہے۔اور ظہیریہ میں امام محمد سے وزن کے معتبر اور معیار ہونے کی روایت مذکور ہے۔ان دونوں روایتوں میں فرق اس وقت ظاہر ہوگا جب ایک آدمی کے ملک میں سونے کے انیس دینار موجود ہیں جو کہ سونے کے نصاب بیس دینار سے ایک دینار (چار ماشہ) کم ہے مگر اس سونے کی قیمت تین سو درہم بنتی ہے قیمت والی روایت پر وہ شخص زکوۃ نہیں لے سکتا ہے اس پر زکوۃ لینا حرام ہے کیونکہ وہ غنی ہے اگر چہ اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے اور وزن والی روایت پر اس شخص کے لئے زکوۃ لینا حرام نہیں ہے کیونکہ وزن کے اعتبار سے سونے کا نصاب بیس دینار مکمل نہیں ہے لہذا وہ فقیر ہے اور یہ ظاہر ہے وزن کا اعتبار موزون سونے اور چاندی میں ہوسکتا ہے اونٹوں میں تو وزن کا اعتبار نہیں ہوسکتا لہذا زکوۃ کا مصرف نہ ہونے میں اونٹوں کے عدد کا اعتبار ہوگا یا قیمت کا مگر علامہ شامی فرماتے ہیں عدد کا اعتبار مسلم نہیں ہے۔لہذا کہا جائے گا چونکہ امام محمد سے موزوں اشیاء میں روایت کا اختلاف ہوا معدود جانوروں میں اختلاف نہیں ہوا۔معلوم ہوا معدود یعنی اونٹوں میں زکوۃ کا مصرف ہونے کے لئے بالاتفاق اونٹوں کی قیمت معتبر اور معیار ہوگی جیسے مال تجارت (عروض) میں قیمت معتبر اور معیار ہوتی ہے جیسا کہ صراحت کے ساتھ صاحب ہدایہ نے ذکر فرمایا:

"اذا کان لہ خمس من الابل قیمتھا اقل من مائتی درھم تحل لہ الزکاۃ وتجب علیہ

☆ اعف عمن ظلمک وصل من قطعک واعط من حرمک واحلم علی من اساء الیک تجد السرور والامن۔☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وبهذا ظهران المعتبر نصاب النقدين اى مال كان بلغ نصاباً من جنسه اولم يبلغ ه۱.‘‘(ص:۲۹۷/۳)

ترجمہ: جب ایک شخص کے پاس پانچ اونٹ ہوں جن کی قیمت دوسو درہم سے کم ہے اس کے لئے زکوۃ لینا حلال ہے اور اس پر اونٹوں کی زکوۃ واجب ہے اور اس حکم سے ظاہر ہوا زکوۃ لینے کی حرمت اور عدم جواز میں سونے اور چاندی کا نصاب بنتا ہو یا نہ بنے۔ معلوم ہوا علامہ شامی نے نصاب کی قیمت کے اعتبار کرنے کو ترجیح دی ہے۔

اونٹوں کے نصاب کے باوجود دوسو درہم سے اونٹوں کی کم قیمت کی صورت میں مالک کو زکوۃ لینا جائز ہے اور اگر دوسو درہم قیمت ہوتی تو زکوۃ لینا جائز نہ ہوتا۔ ہمارے معاصر علماء کے درمیان نزاع ہوا کہ اگر کسی آدمی کے ملک میں صرف دو تولہ سونا یعنی سونا اپنے نصاب سے کم موجود ہو مگر اس کی قیمت دوسو درہم (ساڑھے باون تولہ) سے زائد ہو وہ شخص زکوۃ لے سکتا ہے یا نہیں۔ ابن عابدین شامی کی ترجیح سے معلوم ہوا ایسا شخص زکوۃ نہیں لے سکتا اور اس پر قربانی اور صدقۃ الفطر بھی واجب ہے یہ مسئلہ ہم غناء کے مسائل میں بھی ذکر کر چکے ہیں۔

غنی یا اپنے نوکروں کو زکوۃ دینا جائز ہے:

غنی آدمی کے عبد کو زکوۃ دینا بھی جائز نہیں مگر غنی آدمی کا کسی دوسرے غنی آدمی کے آزاد نوکر، خادم، ڈرائیور، چوکیدار اور گھر میں کام کرنے والے ملازم عورتوں یا مردوں کو زکوۃ دینا جائز ہے اور خود مالک بھی اپنے گھریلو ملازمین کو زکوۃ دے سکتا ہے بشرطیکہ بطور اجرت نہ ہو اور ملازمین وغیرہا فقیر ہوں غنی نہ ہوں۔

غنی باپ کے بچوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں مگر غنیّۃ ماں کے بچوں کو زکوۃ دینا جائز ہے:

غنی اور غنی کے نابالغ بچوں کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں۔ شامی میں ہے ’’لـمـا انـه يعد غنيا بغناه (نهر)‘‘ ترجمہ: کیونکہ نابالغ بچے مذکر ہوں یا مؤنث باپ کے غنا کی وجہ سے غنی ہوتے ہیں۔ مگر ماں غنیّۃ کے نابالغ بچوں کو زکوۃ دینا جائز ہے بشرطیکہ باپ فقیر ہو یا باپ نہ ہو کیونکہ ماں کا غنا بچوں کا غنا نہیں ہوتا۔

غنی کے بالغ بچے اگر فقیر ہیں ان بچوں کے اپنے ملک میں کوئی ایسا مال نہیں جو حاجت اصلیہ سے زائد

☆اقنع بصورتك وموهبتك ودخلك واهلك وبيتك تجد الراحة والسعادة.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور دَین سے فارغ ہواوراس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے مساوی ہوان کوزکوۃ دیناجائز ہے۔

غنی کے باپ اور بالغ بچوں اور بیوی کوزکوۃ دیناجائز ہے:

غنی کاباپ اورغنی کی بیوی اور بالغ اولادفقیر ہوتوان کوزکوۃ دیناجائز ہے اورغنیۃ عورت کے نابالغ فقیر بچون کوزکوۃ دیناجائز ہے کیونکہ زکوۃ دینے میں کوئی مانع نہیں ہے نابالغ بچوں کوباپ کی وجہ سے توغنی اعتبارکیاجاتاہے لیکن ماں کے غنا کی وجہ سے نابالغ بچے غنی نہیں ہوتے جبکہ بالغ بچوں کوباپ کےغنی کی وجہ سے غنی اعتبارنہیں کیاجاتا‘اسی طرح غنی کاباپ بیٹے کے غنا سےاورغنی کی بیوی شوہر کے غنی ہونے سے غنی نہیں ہوتے۔(ردالمحتار:ص:۳/۲۹۸) (یہ بڑااہم نکتہ ہے مجلس ادارت)

غنی کی شادی شدہ بیٹی کوزکوۃ دیناجائز ہے:

غنی باپ کی بیٹی شادی شدہ جس کانفقہ شوہر پرواجب ہے‘ کوصاحب مال زکوۃ دے سکتا ہے یا نہ‘اس میں اختلاف ہے اصح قول جواز کا ہے اور یہ طرفین کاقول ہے اورامام ابویوسف سے ایک روایت بھی ہے۔ردالمحتار میں ہے:

”وفی بنت الغنی ذات الزوج خلاف والاصح الجواز وھو قولھما وروایۃ عن الثانی (نھر)“ردالمحتار میں پہلے بالغ اولاد/مزمن (دائمی مریضہ جن کانفقہ والد پرواجب ہوتاہے‘ کاذکر ہے پھرفرمایا کہ غنی کی شوہروالی بیٹی میں اختلاف ہے اورزیادہ صحیح جواز ہے اوریہی طرفین کاقول ہے اورامام ابویوسف سے بھی ایک روایت ہے۔(ص:۳/۲۹۸)

حاجات اصلیہ کامال کروڑوں میں بھی ہو‘ کالعدم ہوتا ہے:

وہ مال جوحاجات اصلیہ میں داخل ہوتاہے اس کے علاوہ اس سے زائد مال جس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے مساوی یازیادہ ہے اس کے مالک کوزکوۃ دینااوراس کازکوۃ لیناحرام ہے کیونکہ وہ غنی ہے (حاجات اصلیہ کی تفصیل ابتدا میں گذرچکی ہے۔) ۔مکان اورمکان میں استعمال کے لئے اثاثے جوکہ زینت کے لئے نہ ہوں‘ حاجت اصلیہ میں داخل ہیں۔آج کل کچن کی الیکٹرک مشینیں اورکپڑے صاف کرنے اورفرش صاف کرنے کی مشین اورجوس اورمصالحہ جات کی الیکٹرک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مشین اور فریزر اور ڈیپ فریزر اور اے سی اور پنکھے اور ہیٹر اور ٹی وی اور کمپیوٹر اور لیپ ٹاپ آئی پیڈ اور کلکولیٹر اور موبائل فون اور لوکل فون اور آئی فون اور عینک گھڑیاں سب اثاث منزل اور حاجات اصلیہ میں داخل ہیں اگرچہ ان کی قیمت کروڑوں روپے بنتی ہو اور عبد خادم اور سواری آج کے حساب سے موٹر سائیکل کاریں اور بسیں حتی کہ بعض متمول حضرات کے لئے جہاز وغیرہا بھی حاجت اصلیہ میں داخل ہیں۔ سنا ہے سعودیہ اور متحدہ عرب امارات کے متمول اغنیاء کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی بعض دولت مند لوگوں نے اپنے ذاتی پرائیویٹ جہاز رکھے ہوئے ہیں اور انہیں اپنی ضرورتوں میں استعمال کرتے ہیں۔ حاضر زمانہ کے تقاضوں کے مطابق ایسے لوگوں کے لئے استعمال کے جہازوں کا حکم سواری کا ہوگا اور حاجت اصلیہ میں داخل ہوں گے اور اسلحہ اور بدن کے کپڑے اور علماء کے لئے کتابیں اور پیشہ ور آدمی کے استعمال کے آلات حتی کہ ڈاکٹروں اور سائنس دانوں اور انجینئروں کے کام کرنے کی مشینیں اگرچہ لاکھوں کروڑوں کی مالیت کی ہوں وہ حاجت اصلیہ میں داخل ہیں۔ ہر وہ چیز جو حاجت اصلیہ اور بنیادی ضرورت میں داخل ہو وہ کالعدم اور نہ ہونے کی طرح ہوتی ہے۔ اس لیے اگر حاجت اصلیہ کے لیے موجود مال کے علاوہ آدمی کے پاس مال نہ ہو تو وہ فقیر ہے اس کو زکوۃ دینا اور اسے زکوۃ لینا جائز ہے۔.................(جاری ہے)

نئی کتاب

جناب مفتی شعیب عالم صاحب کی نئی کتاب

الفاظِ طلاق کے اصول

ناشر مکتبۃ السنان کراچی 03212424628

برائے رابطہ

بمولف 0334-3316166: مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی

☆تفاءل ولا تقنط ولا تیاس واحسن الظن بربک وانتظر منہ کل خیر وجمیل.☆

© rasailojaraid.com